# ’عاشور کا سورج دیکھے گا‘

211

عباسِ دلاورؑ مقتل میں بے اذنِ وغا جب آئے گا
طوفان اُٹھے گا صحرا میں اور دریا سے ٹکرائے گا
مقتل کی فضاؤں کو پھر سے اِک بار علیؑ یاد آئے گا

عاشور کا سورج دیکھے گا شانے پہ سجائے مشکیزہ
آئے گا جری ہاتھوں میں لئے بس ایک عَلَم اور اِک نیزہ
جب گھاٹ کا پہرا ٹوٹے گا دل ظالم کا گھبرائے گا

ساحل کی ہوا کی ٹھنڈک میں گھوڑے کا بدن جب ہانپے گا
بے چین سموں کی ٹاپوں سے جب دریا تھر تھر کانپے گا
جب اَبر کی صورت دریا پہ اِک تشنہ دہن چھا جائے گا

جب موجیں بہتے دریا کی اُٹھ اُٹھ کے رکابیں چومیں گی
جب گرم ہوائیں پیاسوں کے خیموں کی تنابیں چومیں گی
جب آبِ رواں کے سینے پہ غازیؑ کا علم لہرائے گا

پانی میں گرے گا مشکیزہ جب کٹنے والے ہاتھوں سے
کٹ کر بھی اپنے مقصد سے نہ ہٹنے والے ہاتھوں سے
جب فرتِ ندامت سے دریا مشکیزے میں آجائے گا

غم دل میں سنبھالے بچوں کے ہاتھوں کے لرزتے کوزوں کا
جب پانی لے کر پلٹے گا خیموں کی طرف سردارِ وفا
بے تیغ جری کے سینے پہ ہر سمت سے حملہ آئے گا

جب گرز لگے گا چہرے پہ جب شانے گریں گے کٹ کٹ کر
جب خاک اُڑے گی مقتل میں جب آس بہے گی مٹی پر
جب مشک چھدے گی تیروں سے دل سقہ کا پھٹ جائے گا

جب غازیؑ کہے گا مولاؑ سے اِک بارِ ہمیت ہے آقا
خیموں میں مجھے نہ لے جانا بس اِتنی وصیت ہے آقا
گر لاش گئی خیموں کی طرف سر زینبؑ کا کھل جائے گا
جب مولاؑ تنہا لوٹیں گے آنکھوں میں لہو کے اشک لئے
اِک خون میں ڈوبا سرخ علم تیروں سے چھدی اِک مشک لئے
جب کوزے گریں گے ہاتھوں سے کلثومؑ کو غش آ جائے گا

معصوم سکینہؑ پوچھے گی ہے مشک و علم پہ کس کا لہو
کیوں لوٹ کے واپس آئے نہیں کیوں لائے نہیں پانی عمو
یہ سن کے اماں فضہؑ کی آنکھوں میں لہو آجائے گا

دل اپنا دھڑکتا ہے مظہرؔ نقوی جو عشقِ کربل میں
یہ بھی ہے کرم اُن ہاتھوں کا جو ہاتھ کٹے تھے مقتل میں
جب اہلِ عزا کے اشکوں میں ہر لفظ میرا ڈھل جائے گا